# پنجابی ماہیا کے دوسری زبانوں پر اثرات

ڈاکٹر فیصل جپّا

Dr. Faysal Jappa

Assistant Professor, Department of Urdu,
Govt. K.A. Islamia College, Chiniot.

ڈاکٹر ظفر حسین ہرل

Dr. Zafar Hussain Harl

Assistant Professor, Department of Urdu,
Govt. College University, Faisalabad.

**Abstract:**

Folk songs are the asset of any language. These are inherited and remembered by an oral tradition. Punjabi language is rich for folk songs. Some folk songs belong to a specific area. Mahiya is unique form of folk song that is sung, enjoyed and understood throughout Punjab. Under the influence of Mahiya the other languages like Persian, Urdu, Sindhi Arabic and German have also experimented with mahiya. The present essay will help to understand the influence of Punjabi mahiya as other languages. The researcher can also benefit from this effort. more over it will bring to high light the poets of these languages, who are doing creative efforts with this form.

ماہیا پنجابی لفظ ماہی سے نکلا ہے ،جس کے لغوی معنی بھینس( مہیں ) کے چرواہا کے ہیں۔بھینس کی پرورش پنجاب میں اس وقت سے کی جاتی ہے جب سے پنجابی معاشرہ پھلتا پھولتا نظر آتا ہے۔پنجابی کا بھینس سے پیار شروع سے ہی بہت زیادہ ہے۔اس کی مثالیں پنجابی لوک گیتوں میں بہت زیادہ ملتی ہیں۔اِس پیار کی ایک وجہ یہ بھی ہے بھینس کے ساتھ پنجابی کی روزی روٹی کا تعلق ہے۔اس وجہ سے اس کو ’مال‘ کہا جاتا ہے۔بھینس ( مہیں ) سے اس پیار کی وجہ سے اس خدمت کرنے والے کو ’ماہی‘ کہا جاتا ہے۔یہی ماہی سارا دن بھینس چراتا اور شام کو اپنے خاندان کے لیے دودھ لے آتا ہے

۔اسی وجہ سے ماہی پنجاب کی عورت کے دل کا مالک اور حکمران ہے۔اسی مالک کے لیے وہ بھینس کے چرواہے ماہیا سے محبوب بنا۔ یہ لفظ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے پورے پنجاب میں مشہور ہو گیا۔ جب کسی عورت نے اپنے محبوب کی یاد میں اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اُسے بُلایا تو یہی آواز ''ماہیا'' بن گئی۔ یہی پنجابی لوک گیتوں کی شعری صنف ماہیا ہے۔اس طرح اس صنف کا تہذیبی اور ثقافتی تعلق آریائی معاشرے سے پہلے کا ہے۔

ماہیا پنجابی لوک ادب کی مختصر ترین اصناف میں سے ہے،اس شعری صنف میں اتنی لچک موجود ہے کہ مختلف موضوعات اس میں بیان کیے جاسکتے ہیں۔ یہ ماہیے کی وسعت کا نتیجہ ہے کہ اس میں بڑی سے بڑی بات بہت کم الفاظ اور خوبصورت انداز میں کہی جا سکتی ہے۔ ماہیا کی ہیت اور بناوٹ وسیع موضوعات کو بھی اپنے اندر جذب کر لیتی ہے ۔ اس اختصار اور جامعیت کی وجہ سے اس میں دریاؤں جیسی روانی اور فضاؤں جیسی تازگی ہوتی ہے۔اسی وجہ سے ماہیا پورے پنجاب میں یکساں مشہور اور مقبول ہے۔

ماہیا ڈیڑھ مصرعے کی شاعری ہے۔اس میں پہلا مصرعہ عموماً تک بندی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے (آج کے پنجابی شعراء نے اس کو بامعنی بنا دیا ہے) جبکہ دوسرے مصرعے میں اصل مضمون بیان کیا جاتا ہے۔اس کا پہلا اور دوسرا مصرعہ ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ یہ ''رانجھا سبھ دا سانجھا'' ہے۔مختلف علاقوں میں اس کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے، جیسے ٹپا، بگڑو، کلیاں، لولی اور بالو ماہیا۔ یہاں پر پہلے باقاعدہ شعراء کے لکھے ہوئے ماہیے کی جھلک دیکھیں۔

اللہ اللہ اے
سب وچ رہنداا ے، پر فیر وی کلّا اے
اللہ اللہ اے(۱)

-------

میرے اندر رجھا کوئی
رانجھاناں میرا مینوں ہیر نہ آکھو نی(۲)

اب کچھ مثالیں لوک ادب کے ماہیے سے جو پورے پنجاب میں مشہور ہیں اور لوگوں کے دلوں پر نقش ہیں۔

پانی کاں پیتا
تیرے وچوں رب دسدائے، تینوں سجدہ تاں کیتا(۳)

------

پُرزے مشیناں دے

عرش ہلا دیندے، ٹھڈے ساہ مسکیناں دے (۴)

------

بوجھے وچ پانا کھاں

ٹُر دے ڈھولے نوں، سد ماراں تے کیہ آکھاں (۵)

ماہیا کی کچھ اور قسمیں بھی ہیں لیکن مشہور ہیئت اور بحر یہی ہے جس کی مثالیں اوپر دی گئی ہیں۔ اس صنف کو گانے اور لے کے طریقے مختلف علاقوں میں مختلف ہیں۔ انہی مختلف گانے کے طریقوں نے دوسری زبانوں پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب ماہیا صرف پنجابی شعری صنف نہیں رہی بلکہ اردو، سندھی، فارسی، عربی اور جرمن میں لکھا جا رہا ہے۔ ان زبانوں نے ماہیا کی ہیئت، بحر اور موضوعات کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح ماہیے کے ذریعے پنجابی ادب کے اثرات دوسری زبانوں پر بھی نظر آتے ہیں، جس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ آفاقی صنف ہے، جس نے پنجابی تہذیب وتمدن کو دوسرے معاشروں تک بھی پہنچایا ہے۔

دنیا کا کوئی بھی معاشرہ اور ثقافت جمود پزیر نہیں ہوتے۔ اس سفر میں انسانی رویے، جذبے، رہن سہن گو تمام زندگی گزارنے کے طریقے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ انسانی جذبے جس چیز سے زیادہ اثر قبول کرتے ہیں، اسی کو اپناتے چلے جاتے ہیں۔ اسی ادب اور تہذیب کے سفر میں کسی بھی زبان کی صنف ہمسائیگی زبان سے انجان، دور یا چھُپ نہیں سکتی، تہذیبوں کے بدلنے سے زبانیں بھی اثرات بہت جلدی قبول کرتی ہیں اور ادب میں مشہور اصناف دوسری زبانوں میں سرایت کر جاتی ہیں، جیسے، ناول، ڈرامہ، افسانہ، آزاد نظم، غزل، مثنوی اور دوسری تمام اصناف مختلف زبانوں سے دیسی زبانوں میں آئیں۔ جس طرح ہر زبان کا اپنا مزاج ہوتا ہے اسی طرح ہر صنف کو پروان چڑھنے کے لیے ایک خاص ماحول چاہیے ہوتا ہے اور ہر صنف کی ہیئت، وزن اور بحر ئی ہوتی ہے۔ جب کوئی شعری صنف کسی دوسری زبان میں جاتی ہے تب یہ ہیئت وزن، بحر وغیرہ بھی ساتھ سفر کرتے ہیں اور تب ہی کسی دوسری زبان میں اپنی وجود رکھتے ہیں۔ اس کے بارے ناصر عباس نیر کے خیالات دیکھیں:

> ''کسی نئی صنف کو اپنے ادب میں متعارف کرواتے اور فروغ دیتے وقت اس صنف کے مزاجی اوصاف کو برقرار رکھنے پر زور دیا جاتا ہے۔ یعنی نئی صنف کی مخصوص ہیئت خارجی خدوخال کی پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے منفرد داخلی انداز کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ اس بات کا زبردست خطرہ ہوتا ہے کہ مبادا نئی صنف کے مزاج کی پابندی کے نام پر اسی صنف کے موضوعات کی تکرار ہونے لگے۔ ابتداء میں اگرچہ درآمدہ صنف شعوری کوشش سے لکھی جاتی ہے۔ مگر اس کے داخلی امکانات کے سویدا ہونے کے ساتھ ساتھ

وہ تخلیق کاروں کے تخلیقی ذہن سے ایک خود کار نظام کے تحت اُگنے لگتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ درآمد صنف اپنے اولین مزاج اور کبھی کبھی ہیئت کو بھی تیاگ کر ادب کا اک معتبر حوالہ بن جاتی ہے۔"(۶)

ناصر عباس نیر کے یہ خیالات پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی ادبی شعری صنف دوسری زبان میں جاتی ہے تب شعوری کوشش سے لکھی جاتی ہے اور کسی بھی زبان کے لوک ادب کا درجہ پانا اُس صنف کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ برصغیر میں بولی جانے والی زبانیں، جیسے پشتو، بلوچی، سندھی، پنجابی اور دوسری زبانیں لوک ادب کے وسیع سرمائے کی وجہ سے مشہور ہیں۔

## اردو ماہیا پر پنجابی ماہیا کی جھلک

یہاں پر ہم اردو ماہیے کے بارے میں صرف تعارفی بات کرتے ہیں۔ تفصیل کے لیے اسی موضوع پر چھپا میرا مضمون دیکھا جا سکتا ہے۔(۷)

"ماہیا" پنجابی لوک گیتوں کی سب سے پُرانی شعری صنف ہے۔۔ اپنے اختصار اور چکیلے پن کی وجہ سے دوسری زبانوں میں ماہیا کہنے کا رواج قائم ہوا۔ اردو زبان نے جس طرح دوسری زبانوں سے اثر قبول کیا اس طرح پنجابی سے اثر قبول کرنا فطری عمل ہے۔ اسی عمل سے گزرتے ہوئے پنجابی "ماہیا" اردو ادب کی ایک مشہور صنف بن گیا۔ اردو ماہیا پہلے اُن شعراء نے لکھا جو خود پنجابی تھے اور یہاں کے لوک گیتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے اس لوک گیت کو اردو میں لکھ کر ایک نیا اور کامیاب تجربہ کیا۔ اس کے بارے میں امین خیال لکھتے ہیں:

"پنجابی ماہیا کی مقبولیت بڑھی تو اس کا اثر اردو والوں نے بھی قبول کیا سب سے پہلے اردو ماہیا کی ابتداء فلموں سے ہوئی پھر فلموں ریڈیو، ٹی وی پر سے ہوتے ہوئے یہ اردو ادب میں در آیا۔"(۸)

ماہیا کے پنجابی زبان سے اردو کی طرف سفر کے بارے میں ناصر عباس نیر کے خیالات دیکھیں:

"بیسویں صدی میں اردو ادب نے کلاسیکی روایتوں کی زنجیروں سے رہائی پا کر متعدد عالمی اور مقامی زبانوں اور ان کے ادب سے دوستانہ رابطے قائم کیے۔ افسانہ، آزاد نظم اور انشائیہ ان روابط کی ٹھوس شہادتیں ہیں۔ جدید اردو ادب کی آبرو بھی یہی اصناف ثلاثہ ہیں تاہم اردو ادب نے ہندی دوہے، جاپانی ہائیکو اور پنجابی ماہیے کو بھی اپنی دھرتی میں کاشت کیا ہے۔"(۹)

اردو میں ماہیا کوئی بہت پرانی بات نہیں۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی اس کا آغاز ۱۹۳۹ء میں بتاتے ہیں:

''ماہیا کی روایت اردو میں ۱۹۳۹ء سے پائی جاتی ہے جب معروف فلم ڈائریکٹر کہانی نویس اور نغمہ نگار ہمت رائے شرما نے فلم ''خاموشی'' میں ماہیے لکھے تھے۔''

اک بار تو مل ساجن
آ دیکھ ذرا
ٹوٹا ہوا دل ساجن

---------

سہمی ہوئی آہوں نے
سب کچھ کہہ ڈالا
خاموش نگاہوں نے (۱۰)

اُردو میں ماہیا کہنے کی روایت پنجابی سے آئی ہے اور اردو ماہیے کے شعراء بھی پنجابی ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے اج کے ذہنوں میں پنجاب کی تاریخ اور ثقافت کی جھلک نظر آتی ہے اور وہ پنجابی ماہیے کی ثقافتی روایت اور لسانی اختصاریت کا بھی خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا ہے، جو کہ پنجابی ماہیے کا پس منظر ہے۔اس کے علاوہ اردو ماہیا نگار پنجابی ماہیے کی شعریات کا بھی خیال رکھتے ہیں اور ایسے فہم سے وہ اپنے لاشعور کا حصہ بنانے میں کامیاب ہوئے۔جب ان کے ماہیے کی طرف خیال کیا جائے تو یہ پنجابی رہن سہن اور ثقافت کا ذکر کرتے دکھائی دیتے ہیں کیوں کہ ان ماہیا نگاروں کے لاشعور میں اپنی دھرتی کے رنگ ڈھنگ رچے ہوئے ہیں۔ یہاں کچھ ماہیے دیکھیں جن سے پنجابی معاشرے کے جھلکارے نظر آتے ہیں:

بور آ گیا آموں میں
رونقیں جاگ اُٹھیں
دیہات کی شاموں میں (۱۱)

-----------

منظر تیرے گاؤں کے
گرم دوپہروں میں
ہنستی ہوئی چھاؤں کے (۱۲)

------------

امین بابر کا ماہیا دیکھیں:
مندری کا نگ ماہی

میری اماں سے
آ مجھ کو ٹھگ ماہی (۱۳)

پروفیسر شارب نے کچھ پنجابی ماہیے، اردو ماہیے میں منظوم ترجمہ بھی کیے ہیں اس میں مضمون پنجابی ماہیے کی طرح ہے۔

اڈ کالا کاں ویندا
سجن مریندے ہین، بن موت داناں ویندا

اسی ماہیے کا اردو ماہیے میں منظوم ترجمہ دیکھیں:

اُڑتا جائے کاگا
سجناں مار گئے، یونہی موت کا ناؤں لاگا (۱۴)

ان اوپر دیے گئے خیالات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اردو ماہیا پنجابی ماہیے کے زیرِ سایہ لکھا جا رہا ہے۔ یہاں دی گئی مثالوں کے علاوہ ماہیا کے موضوع کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ اس میں عشق، پیار، محبت، دُکھ سُکھ، ہجر، وصال، اس دھرتی سے محبت، عام لوگوں کے حالات اور اپنی زندگی سمیت ہر موضوع ملتا ہے اور اردو ماہیا نگار اس کو شعوری کوشش سے لکھ رہے ہیں۔ اب تک اردو ماہیا نگاروں کے بہت سے مجموعے چھپ چکے ہیں اور کچھ اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں مشہور اردو ماہیا نگاروں میں ہمت رائے شرما، ساحر لدھیانوی، قمر جلال آبادی، حیدر قریشی، امین خیال، ضمیر اظہر، مناظر عاشق ہرگانوی، نذیر فتح پوری، ڈاکٹر صابر آفاقی، انور مینائی، نثار ترابی، عارف فرہاد، امین بابر، کلیم شہزاد، اعزاز احمد آذر، پروین کمار اشک، قاضی اعجاز محور، یوسف اختر، منزہ اختر شاد، غزالہ طلعت اور اس کے علاوہ بہت سے نوجوان شعراء ماہیا لکھ رہے ہیں۔

اِن شعراء کی کوشش سے ماہیا اردو ادب میں نام پیدا کرے گا اور پنجابی ماہیے کے ساتھ منسلک اپنا ثقافتی پس منظر رکھنے والے کئی لفظ اردو زبان اور ماہیا کے لیے نئے الفاظ کا سبب بنیں گے۔ یہ بات بھی ٹھیک لگتی ہے کہ کسی بھی زبان سے آنے والی صنف اپنے ارتقائی دور سے گزر کر ہی اعلیٰ ادب کا حصّہ بنتی ہے۔ اردو ماہیا ابھی تک اپنے ارتقائی دور سے گزر رہا ہے کچھ ماہرین نے اس کے لیے کچھ ہیئت ، بحر اور اوزان بھی مختص کیے ہیں لیکن اس کو پنجابی ماہیے کی سی مقبولیت دینے کے لیے ابھی بہت سے شعراء کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ پنجابی ماہیا عام لوگوں کی بولی اور دل کی آواز ہے اور اردو ماہیا کو اس حد تک جانے کے لیے ابھی اور سفر طے کرنا پڑے گا۔

## سندھی میں ماہیا

سندھ کی تہذیب کئی ہزار سال پرانی ہے۔ اس خطے کے لوگوں کے لوک گیت بھی اتنے ہی پرانے ہیں، جتنی اُن کی تہذیب۔ سندھ میں کئی لوک گیت صدیوں سے مختلف تہواروں کے مواقع پر

گائے جاتے ہیں اور ان کا تعلق مختلف علاقوں سے ہوتا ہے۔ جس طرح ''ہو جمالو'۔ پورے سندھ میں عرس میلے اور خوشی کے مواقع پر اپنے جذبات کا اظہار اسی لوک گیت کے ذریعے ہی کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈھولو، ہمرچو، لولی، چھلو، مانجھیڑو وغیرہ سندھی اور مقامی بولیوں میں گائے جاتے ہیں۔ اس طرح شمالی، جنوبی اور مغربی اضلاع میں کچھ لوک گیت مشہور ہیں جس طرح لوٹو، مورو وغیرہ۔ سندھ کے جدید شعراء نے بھی لوک گیت کی طرز پر گیت لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سندھی زبان کے شعراء پڑوسی زبانیں نہ صرف جانتے ہیں بلکہ اُن زبانوں میں شاعری بھی کرتے ہیں۔ کسی بھی زبان سے واقف ہونا اور اُس زبان کے لوک گیتوں سے اثر قبول نہ کرنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ کے کچھ شعراء پنجابی لوک گیت ماہیا سے متاثر ہوکر سندھی زبان میں ماہیا لکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جن میں سے اک بڑا نام نیاز ہمایوں کا ہے۔ یہاں پر کچھ نیاز ہمایوں کے سندھی پیش کیے جاتے ہیں۔

ساوَ سرینھن جوون ماہیا
چٹی آھیان گل جان اُچی مونکی کن ماہیا(۱۵)

---------

آسین جو گئیر ادم الھیی آلا
ھلیا ویندا سی کٹی کوغم الھیی آلا(۱۶)

ترجمہ:
جھکے چاندنی پہ چنار......الا
میری سندھڑی یہ ہوسُکار......الا(۱۷)

---------

آتسنی کک جیی ھینان لک ماہیا
منھنجانی شرابی، اچیی چکری ترچک ماھیا(۱۸)

اوپر دیے گئے ماہیے کے ترجمے ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو نے ایک خط کے ذریعے کیے ہیں۔ جو کہ ضمیمے میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیاز ہمایوں کا ماہیا لکھنے کی طرف خیال کیسے ہوا۔ اس کے بارے میں ایک انٹرویو میں ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو نے بتایا:

> ''نیاز ہمایوں میرے دوست تھے۔ انہوں نے پنجابی / سرائیکی ماہیا سے متاثر ہوکر سندھی زبان میں اس کا خوبصورت تجربہ کیا۔ ان کے لکھے ماہیے ان کی کتاب ''دھرتی جا گیت'' میں شامل ہیں۔ مرحوم سرائیکی ماہیا کی دُھن میں اپنا لکھا ہوا ماہیا گایا کرتے تھے۔''(۱۹)

اوپر دیے گئے حوالے سے یہ پتا چلتا ہے کہ نیاز ہمایوں پنجابی لوک گیتوں سے اچھی طرح

واقف تھے اوران لوک گیتوں میں ماہیا اپنے اختصار، مزاج اور لچکیلے پن کی وجہ سے ایسی صنف ہے جس میں اپنے جذبات کا اظہار خوبصورت انداز میں کیا جا سکتا ہے اور نیاز ہمایوں اگر پنجابی زبان سے واقف ہوں اور پنجابی ماہیا سے متاثر نہ ہوں یہ ناممکن ہے۔جس طرح پنجابی ماہیے سے اردو ماہیا اور فارسی ماہیا کا آغاز ہوا اسی طرح سندھی زبان میں بھی اس کی کامیاب کوشش کی جا رہی ہے۔ یقیناً اس کے پہلے شاعر نیاز ہمایوں ہیں۔ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو ایک خط میں نیاز ہمایوں کی شاعری کے بارے میں بتاتے ہیں:

''نظم میں ان کے دو مجموعے ہیں:

۱۔وطن کی ساکھ

۲۔دھرتی جا گیت

''آخرالذکر میں نیاز صاحب کے نظموں گیتوں کے ساتھ ساتھ کچھ لوک گیت بھی شامل ہیں جن میں اوڈھیئڑ و مانجھیڑ و اور ماہیا وغیرہ شامل ہیں۔''(۲۰)

ان اوپر دیے گئے حوالہ جات سے یہ پتا چلتا ہے کہ سندھی لوک گیتوں میں ماہیا نام کی پہلے کوئی شعری صنف نہیں تھی اور نہ ہی نیاز ہمایوں سے پہلے کسی سندھی شاعر کے ماہیے ملتے ہیں۔اس لیے ہم نیاز ہمایوں کو ہی سندھی زبان میں ماہیا کا پہلا شاعر مانتے ہیں اور انہوں نے یہ شاعری پنجابی ماہیے سے متاثر ہو کر لکھی ہے۔

## فارسی میں ماہیا

ہم پہلے تحقیق سے ثابت کر چکے ہیں کہ 'ماہیا' فارسی لفظ ''ماہ'' سے مشتق نہیں ہے بلکہ ''ماہی'' سے نکلا ہے۔پنجابی اور فارسی ادب کے نامور محقق اور ادیب شریف کنجاہی کا کہنا ہے کہ ماہیا لفظ فارسی زبان میں موجود تھا اور ہوسکتا ہے کہ اس سے ماہیا صنف کا وجود ہوا ہو۔وہ لکھتے ہیں:

''پنجابی ماہیے دے اک ٹوٹے دے دوجے نال بے تعلق ہون دا کھرا وی سانوں نہ ہندی وچہ ملدا اے نہ فارسی وچہ تے ہوسکدا اے ایس ملک دا بہت پرانا تے گھروکا رنگ ہووے۔اُنج ماہیا لفظ اسلام توں بہت پہلاں ایران وچ ورتیا جاندا سی تے ایہہ وی ممکن ہے جے اودوں ایران دے لوک گیت وی کجھ ایسے طرحاں دے ہوندے ہون۔ایہہ لفظ ضرور ایرانی اثر دا پتہ دیندا اے۔ ایہناں لوک گیتاں واسطے اوتھے ''تصنیف'' دا لفظ ورتیا جاندا اے۔جیہڑا کہ ظاہر اے جے عربی اے تے عرباں توں پہلاں ضرور لوکاں کوئی ہور ناں رکھیا ہویا ہووے دا۔''(۲۱)

یہاں ہم فارسی لُغات سے لفظ ماہیا دیکھتے ہیں۔''فرہنگ عمید''(۲۲) ''فرہنگ فارسی امروز''(۲۳) میں ماہیا لفظ نہیں ملا جب کہ ''فرہنگ آنندراج'' میں لفظ ''ماہیادہ'' ملا ہے۔جس کے معنی

ایک ایرانی سالن کے ہیں، جو کہ مچھلی سے تیار کیا جاتا ہے۔(۲۴) دوسرا لفظ ''ماہتہ'' ہے، جس کو جعلی مصدر کہا جاتا ہے(۲۵)۔اس کے علاوہ ایسا لفظ ''ماہیا'' نہیں ملا۔ جو کسی اور اصطلاح یا لغوی حوالے سے معنی دیتا ہو۔ ہوسکتا ہے شریف کنجاہی ''ماہیادہ'' کو ماہیا کا لفظ کہنا چاہتے ہوں۔ جو کہ بعد میں فارسی کے پنجاب میں آنے سے پنجابی لوک گیتوں کی شعری صنف ''ماہیا'' کا نام تبدیل کر گیا ہو۔لیکن اس بات میں کوئی دم خم نظر نہیں آتا۔ ہم پہلے ہی اس بات کا ذکر کر چکے ہیں کہ ماہیا کا ماخذ، مہیں ( بھینس )، ماہی اور ماہیا ہے۔اور ماہی محبوب کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ''ماہیا'' اُس وقت سے اس صنف کا نام ہے جب سے یہ صنف وجود میں آئی۔

پرانے ایرانی لوک گیتوں میں ایک مختصر شعری صنف موجود ہے لیکن اس صنف اور ماہیے کی بناوٹ اور ہیئت کے حوالے سے فرق ہے۔ اس کے علاوہ اس طرح مختصر شعری اصناف ہر زبان میں موجود ہیں۔ جس طرح ہندی میں ٹھمری، سندھی میں مورو، ڈھولو، بلوچی میں زہیروک، موتک اور پشتو میں ٹپا۔اس طرح کی اصناف جو کہ ایک، دو یا تین لائنوں پر مشتمل ہیں اب ہر زبان میں موجود ہیں۔ اس لیے شریف کنجاہی کی بات سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کہ ماہیا کسی فارسی لفظ یاں فارسی شعری صنف سے وجود میں آیا ہے۔ جہاں تک فارسی میں ماہیا لکھنے کا رواج ہے اور وہ پنجابی ماہیے سے متاثر ہو کر ہی لکھا گیا ہے اور یہ ابھی تک صرف چند شعراء نے لکھا ہے۔ فارسی ماہیا کے لکھاری وہ شاعر ہیں جن کا تعلق برصغیر سے ہے اسی وجہ سے وہ یہاں کے لوک گیتوں سے واقفیت رکھتے ہیں۔اب تک کی تحقیق کے مطابق فارسی لکھنے میں سب سے پہلا نام بشیر حسین ناظم کا سامنے آتا ہے۔ بشیر حسین ناظم کے ماہیے بارے لکھتے ہوئے رضاءاللہ شاہ نوشاہی فارسی ماہیے کا ماخذ پنجابی زبان بتاتے ہیں:

> ''تاریخ ماہیا در نظم زبان پنجابی زیاد قدیم نیست و فقط شمت نال پیش بہ وجود آمد است زمینہ اثر خیلی جالب است و نیز مبنی بر حقیقت می باشد و یک داستان عشقی رابطہ خاطر می اورد۔''(۲۶)

بشیر حسین ناظم کے ماہیئے پنجابی رسائل میں بھی چھپ چکے ہن اور اُن کے ماہیئے کی ہیئت اور بناوٹ پنجابی ماہیئے کی سی ہے۔ کچھ مثالیں پنجابی ترجمہ کے ساتھ دیکھیں:

ہر سمت خدا بینم
لیک بدستِ صنم، شمشیرِ جفا بینم

ترجمہ:

ہر پاسے خدا دسدا
شمشیر بدست صنم اج ڈاہڈا اخفا دسدا
توحید بیاداری

مہر بتاں ناظم، در سینہ نہاداری

ترجمہ:

تکو ناظم کیہ کردا

سینے وچ بت خانہ، توحید دادم بھردا (۲۷)

رضاء اللہ شاہ نے بشیر حسین ناظم کے ماہیے کا وزن بھی پنجابی ماہیے جیسا بتایا ہے اور اُن کے حمدیہ، نعتیہ، مناجات، مدح، عارفانہ اور عاشقانہ ماہیے بھی دئے گئے ہیں۔ اِن میں سے کچھ مثالیں دیکھیں:

**حمدیہ:**

ای نام تو زیب زبان

شکر تو می گویم بر نعمت نطق و بیان (۲۸)

**نعتیہ:**

ای رونق کون و مکان

پیروئی ذامت خوشنودی رب جہان (۲۹)

**مناجات:**

من بی کس ولا چارم

بندہء مسکینم، کن چارہء آزارام (۳۰)

**مدح:**

احسان چہ گران کردی

مشت غباری را ممتاز جہان کردی (۳۱)

**عارفانہ:**

بی پاک و عیان نوشم

شربت دیدارت در رطل گران نوشم (۳۲)

**عاشقانہ:**

چون سوی تو می بینم

منظر باغ ارم در روی تو می بینم (۳۳)

اب پیر نصیر الدین شاہ گولڑی کے فارسی ماہیے دیکھیں۔

آں ذرّہ نوازِ من

شانِ عجبے دارد سلطانِ حجازِ من

-----

چوں مرد فدا کارے

وقف است جبینِ من بہرِ درِ دلدارے

-------

از بہرِ ثنا خوانی

اے نغمہ گرِ فطرت! کن سلسلہ جُنبانی

-------

دل از ہمہ برگردد

چوں گنبدِ خضرا اس فردوسِ نظر گردد (۳۴)

بشیر حسین ناظم اور سید نصیر الدین شاہ گولڑوی کے ماہیے دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ جیسے پنجابی ماہیا اب اردو میں کثرت سے لکھا جا رہا ہے، اسی طرح فارسی زبان میں یہ صنف ترقی کرے گی اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اور بھی فارسی شعراء ماہیا کہنے پر توجہ دیں گے اس طرح یہ روایت آگے بڑھے گی ۔لیکن اس کو فارسی ادب میں اپنی جگہ بنانے کے لیے ابھی اور سفر طے کرنے پڑیں گے۔

## عربی ماہیا

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ برصغیر کی دیسی زبانوں پر فارسی اور عربی زبان کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ فارسی حکمرانوں نے ہمارے خطے پر راج کیا جبکہ عربی مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔اس وجہ سے مدرسوں کے علاوہ تمام تعلیمی اداروں میں پڑھائی اور بولی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس خطے کے عوام عربی زبان سے نہ صرف واقفیت رکھتے ہیں بلکہ کچھ سکالر اس کے ماہر بھی سمجھے جاتے ہیں۔اِن ماہرین نے پنجابی زبان کے لوک گیتوں سے متاثر ہو کر عربی میں بھی اپنی ماں بولی کی اصناف کا نیا تجربہ کیا ہے۔اِن میں سے ایک نام مشہور مذہبی اور روحانی پیشوا پیر سید نصیر الدین شاہ گولڑوی کا ہے، جنہوں نے آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عشق میں نہ صرف پنجابی ماہیے لکھے ہیں بلکہ عربی زبان میں بھی اس کا کامیاب اور خوبصورت تجربہ کر کے دوسرے عربی شعراء کو بھی ماہیا لکھنے کی طرف مائل کیا ہے۔اُمید ہے کہ اُن کے دیکھا دیکھی عربی زبان کے اور بھی شعراء اس صنف کو آگے بڑھائیں گے۔ یہاں پر سید نصیر الدین شاہ گولڑوی کے کچھ ماہیے دیکھیں:

(۳۵)

ترجمہ

۱۔ اے میرے آشنائے احوال! اللہ کی قسم، میرے دل و جان پر گزرنے والے ہر معاملے سے تو آگاہ ہے

۲۔ اِس بارے میں  ہم جھوٹ نہیں بولتے کہ آفات کے دریا میں ہم نے تیری معاونت پائی

۳۔ اُسے افتخار زیبا ہے۔ جو بھی تیرے در پر آیا، اُس نے (اس افتخار) کو پایا اور کامیاب ہوا۔

۴۔ جس نے رُخ پھیرا، اُس نے کوئی اطاعت نہیں کی، محبت سے محروم شخص کی صوم وصلوٰۃ بے معنی ہے۔(۳۶)

اب تک کی تحقیق کے مطابق صرف پیر سید نصیر الدین نصیر کے ماہیے ہی ملے ہیں، لیکن اُمید ہے کہ یہ روایت آگے چلے گی اور عربی زبان کے بھی شعراء اپنے جذبات کا اظہار ماہیا میں کریں گے۔

## جرمن ماہیا

حیدر قریشی اردو ادب کے جانے پہچانے شاعر، محقق اور نقاد ہیں۔ انھوں نے اردو ماہیے کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔ اُنھوں نے ایک انٹرویو میں جرمنی میں بھی ایسی صنف بتائی ہے جو ماہیے سے مشابہت رکھتی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

> ''یورپ بھر میں کارنیوال کا جو جشن منایا جاتا ہے اس میں صرف جرمنی میں "Button reden" ضرور ہوتی ہے۔ مجھے اس کا علم ارشاد ہاشمی چیف ایڈیٹر ''اردو دنیا'' کے ذریعے ہوا تھا۔ اس شاعری کی کھوج لگائی تو پتہ چلا کہ اس میں مصرعوں کی تعداد مختلف ہوتی رہتی ہے۔ تاہم جو Butt سہ مصرعی یا ڈیڑھ مصرعی ہیں وہ حیرت انگیز طور پر ماہیے سے مشابہت رکھتے ہیں۔ کارنیوال کے موقعہ پر پڑھی جانے والی یہ شاعری صرف اور صرف طنز و مزاح پر مشتمل ہوتی ہے۔ اسے حسن اتفاق کہیے کہ پنجابی ماہیے میں بھی طنزیہ اور مزاحیہ ماہیوں کا خاصا ذخیرہ

موجود ہے۔ میں اس مشابہت پر کام کرنا چاہتا ہوں لیکن ابھی جاب کی مصروفیت، گھریلو ذمہ داریاں اور پہلے سے موجود ادبی ذمہ داریاں اس کی مہلت ہی نہیں دے رہیں۔ یہاں ایک Butt ترجمہ کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ ترجمہ ارشاد ہاشمی نے کیا ہے:

Burgermeister ist sehr schlau
wen viel zu tun ist
macht er oft blau

ترجمہ:
افسر وہ سیانا ہے
کام کا زور ہو تو
کرلیتا بہانہ ہے''(۳۷)

ارشاد ہاشمی نے جرمن زبان میں ایک ماہیا کہا ہے۔ اسے جرمن میں پہلا ماہیا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جرمن احباب اسے پڑھ کر شاید Butt قرار دیں:

Es gibt nicht Zu lachen
Auslander Kommen
Hier Mub Sauber machen(۳۸)

حیدر قریشی نے جرمن زبان کی اس صنف کا نام Butt بتایا ہے اور جب یہ صنف ڈیڑھ یا تین لائنوں پر مشتمل ہوتی ہے تو یہ ماہیے سے مطابقت اختیار کرتی ہے اور اب جرمن میں باقاعدہ ماہیے کی طرز پر شاعری کا آغاز ہو گیا ہے اور ارشاد ہاشمی اس زبان میں ماہیا کہنے والے پہلے شاعر ہیں۔

اوپر دی گئی تمام بحث سے یہ پتا چلتا ہے کہ پنجابی ماہیا میں اتنی لچک ہے کہ اس میں کوئی بھی موضوع سما سکتا ہے۔ اپنے مزاج، اختصار اور لچکیلے پن کہ وجہ سے یہ نہ صرف پورے پنجاب میں مشہور ہے بلکہ پنجاب سے باہر دوسری زبانوں نے بھی اس کا اثر قبول کیا ہے اور اُن میں بھی ماہیا لکھا جا رہا ہے۔ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ کوئی بھی مشہور صنف چاہے وہ لوک گیتوں کی صنف ہی کیوں نہ ہو، وہ اپنا سفر جاری رکھتی ہے، جس طرح پنجابی ماہیا نے جاری رکھا ہوا ہے۔ اُمید ہے کہ مستقبل میں پنجابی ماہیا سے متاثر ہو کر اور زبانوں کے شعراء بھی اس صنف میں تجربے کریں گے کیوں کہ اوپر دی گئی زبانوں میں کامیاب اور خوبصورت تجربے کیے گئے ہیں۔

## حوالہ جات


۱۔ علی شاکر، کندھاں اُگیاں نیں، اسلام آباد: پہلا پیر، 2007ئ ص:۱۷

۲۔ قیصر گورائیہ، رُتاں پرت پیاں، لاہور: ارباب ادب پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ئ ص:۹۹

۳۔ انور نائی، عمر 40 سال، موضع عدلانہ تحصیل بھوانا ضلع چنیوٹ

۴۔ احسان اللہ، عمر 35 سال، چوکی سکھیکی تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد

۵۔ افضل کھرادیہ، عمر 40 سال، للیانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

۶۔ ناصر عباس نیر، جدیدیت سے پسِ جدیدیت تک، ملتان: کاروان ادب، ۲۰۰۰ئ ص:۱۷۷۔۱۷۶

۷۔ فیصل جپا، اردو ماہیا پر پنجابی ماہیا کے اثرات، مجلہ تحقیق ۳.۳۳، ۲۰۱۲ئ ص:۶۸۔۶۵

۸۔ امین خیال، پنجابی ماہیا، گلبن،۱۱۔۱۔۲،۱۹۹۸ئ ص:۳۷

۹۔ ناصر عباس نیر، جدیدیت سے پسِ جدیدیت تک ص:۱۷۷۔۱۷۶

۱۰۔ مناظر عاشق ہرگانوی، ڈاکٹر، اردو ماہیے کا ارتقائی جائزہ، گلبن ۱۵،

۱۱۔ حیدر قریشی، پنجابی لوک گیت ماہیا، بھنگڑا، ۵۔۲۔۲،۱۹۹۷ئ ص:۱۵

۱۲۔ ایضاً ص:۱۵

۱۳۔ امین بابر، سجدے محبت کے، کراچی: اویس ادب کھاتہ، ۲۰۰۶ئ ص:۱۰۹

۱۴۔ شارب، پروفیسر، ماہیا، لاہور: فیروز سنز، ۱۹۹۴ئ ص:۴۶

۱۵۔ نیاز ہمایوں، دھرتی جا گیت، حیدر آباد: تخلیق پبلی کشن، ۱۹۷۷ئ ص:۵۴

۱۶۔ ایضاً ص:۵۲

۱۷۔ دیکھو ضمیمہ نمبر ۱

۱۸۔ نیاز ہمایوں، دھرتی جا گیت ص:۵۳

۱۹۔ عبدالجبار جونیجو، ڈاکٹر، انٹرویو، شہریار منزل بدین، ضلع بدین، ۲۷ دسمبر ۲۰۰۹ء

۲۰۔ دیکھو ضمیمہ نمبر ۲

۲۱۔ شریف کنجاہی، جھاتیاں، لاہور: اے۔ایچ پبلشرز، ۱۹۹۵ئ ص:۱۹

۲۲۔ حسن عمید، فرہنگ عمید، تہران: موسسہ انتشارات امیر کبیر، پہلا ایڈیشن، ۱۹۴۰ء

۲۳۔ غلام حسین صدر افشار، نسرین حکمی، نسترن حکمی، فرہنگ فارسی امروز، تہران: موسسہ نشر کلمہ، دوجا ایڈیشن، ۱۹۵۴ء

۲۴۔ محمد پادشاہ بہ شاد، فرہنگ آنندراج، جلد چھٹی، تہران: کتاب فروشی خیام، س ن ص:۳۷۶۴

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ رضاء اللہ شاہ نوشاہی، آغاز ماہیا گوی در فارسی، سرومتن، اگست ۱۹۷۶ئ ص:۳۱

۲۷۔ بشیر حسین ناظم، فارسی ماہیے، لہراں، ۵۔۳۳، ۱۹۹۹ئ ص:۲۹

۲۸۔ رضاء اللہ شاہ نوشاہی، آغاز ماہیا گوی در فارسی ص:۳۲

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ ایضاً،ص:۳۳

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ نصیرالدین شاہ گولڑوی، دین ہمہ اوست، فیصل آباد: شنگریلا پرنٹر، ۲۰۰۰ئ،ص:۴۸

۳۵۔ ایضاً،ص:۲۶

۳۶۔ ایضاً،ص:۲۷

۳۷۔ اختر رضا سلیمی، حیدر قریشی سے بذریعہ انٹرنیٹ جرمی سے انٹرویو، اردو ماہیا، ا۔ا، ۲۰۰۱ئ،ص:۲۱۔۲۰

۳۸۔ ایضاً،ص:۲۱

☆......☆......☆